

سپریم کورٹ رپورٹس (2006) ایس یو پی پی-9 ایس سی آر

بی اے پی یو

بنام

ریاست مہاراشٹرا

16 نومبر 2006

(ایس۔ بی۔ سنہا اور مارکنڈی کاٹجو، جسٹس صاحبان)

قانون ثبات ایکٹ، 1872 - سیکشن - 32:

مرنے والے کے تین بیانات - ایکزیکیوٹو مجسٹریٹ اور ہیڈ کانسٹیبل کے سامنے ایک ایک - متوفی کے رشتہ داروں کے سامنے تیسرا - یہ سب متوفی کے شوہر کو مجرم کے طور پر پیش کرتے ہیں - موت کے وقت لئے گئے بیان کی بنیاد پر سزا - جواز، جائز - ایکزیکیوٹو مجسٹریٹ، ڈاکٹر اور دیگر گواہوں کی شہادت غیر واضح ہے کہ متوفی ہوش میں تھا اور سوالات کے جوابات دینے کے قابل تھا - موت کے وقت لئے گئے بیان پر یقین نہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے خاص طور پر چونکہ ان سب کے درمیان مستقل مزاجی ہے - پینل کوڈ، 1860 - سیکشن 302 -

متوفی نے مرنے کے تین بیانات دیے کہ اس کے شوہر (اپیل کنندہ) نے اس پر مٹی کا تیل ڈالا اور اسے چمڑے کی چھڑی سے آگ لگا دی - مرنے والے دو بیانات ریکارڈ کیے گئے جب کہ متوفی دیہی اسپتال میں تھا - ایک ایکزیکیوٹو مجسٹریٹ نے ڈاکٹر کی موجودگی میں جس نے اس کی توثیق کی، و دیگر پولیس ہیڈ کانسٹیبل نے ڈاکٹر کی موجودگی میں جس نے اس کی توثیق کی و دیگر شخص - دونوں بیانات میں متوفی نے اپیلنٹ کو مجرم قرار دیا - جب اسے سول ہسپتال منتقل کیا گیا تو متوفی نے اپنی ماں، بھائی اور چچیرا کے

سامنے تیسرا مونہ کا بیان دیا جس میں اس نے اپیل کنندہ کو بھی ملوث کیا۔ اس کے فوراً بعد، متوفی جلنے کے زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے دم توڑ گئی۔ مقدمہ عدالت نے اپیل کنندہ کو آئی پی سی کی دفعہ 303 کے تحت مجرم قرار دیا۔ عدالت عالیہ نے اس اثباتِ جرم کو برقرار رکھا۔

اس عدالت میں اپیل میں، جو سوال غور کے لیے پیدا ہوا وہ یہ ہے کہ کیا موت کے دئے گئے بیان کی صداقت مشکوک تھی اور درج ذیل عدالتوں نے اپیل کنندہ کو آئی پی سی کی دفعہ 303 کے تحت سزا سنانے میں غلطی کی۔

اپیل مسترد کرتے ہوئے عدالت نے

منعقد: 1-1۔ ریکارڈ پر موجود شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ واقعہ ملزم اپیل کنندہ کے گھر میں پیش آیا۔

متوفی کو ابتدائی طور پر دیہی ہسپتال، بھادگاؤں میں داخل کیا گیا جہاں پولیس کے ساتھ ساتھ ایگزیکٹو مجسٹریٹ نے بھی موت کا بیان درج کیا۔ اس کے بعد متوفی کو سول ہسپتال جلاگاؤں منتقل کر دیا گیا اور متوفی نے کئی دیگر افراد کے سامنے اپنے مرنے کے بیان کو دہرایا۔ مرنے والے ان تمام بیانات میں، متوفی نے کہا ہے کہ یہ اپیل کنندہ ہی تھا جس نے اس پر مٹی کا تیل ڈالا اور اسے آگ لگا دی اور یہ تمام مرنے والے بیانات ایک دوسرے سے مطابقت رکھتے ہیں۔ متوفی کا معائنہ کرنے والے ڈاکٹر کے مطابق وہ 88 فیصد جل چکی تھی جو گہری تھی۔ تاہم، ڈاکٹر نے کہا ہے کہ متوفی قابل سماعت آواز میں بات کر رہی تھی اور یہ کہنا درست نہیں تھا کہ وہ بات کرنے کی پوزیشن میں نہیں تھی۔ تمام گواہوں نے بتایا ہے کہ متوفی موت کے بیانات ریکارڈ کرنے کے وقت مکمل ذہنی حالت میں تھی۔ (55 ایف۔ جی۔، 56 بی۔ سی)

1-3۔ مرنے والے بیانات کی صداقت پر شک کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے خاص طور پر چونکہ ان سب کے درمیان مستقل مزاجی ہے۔ اس کی بھی کوئی وجہ نہیں ہے کہ ایگزیکٹو مجسٹریٹ یا ڈاکٹر یا دیگر گواہوں کو موت کے اعلامیے کے بارے میں غلط بیان دینا چاہیے۔ ملزم اور ان افراد کے درمیان دشمنی کا کوئی الزام نہیں ہے۔ (56-ایف)

2۔ اس عدالت کے مختلف فیصلوں پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ اگر موت کا بیان قابل اعتماد پایا جاتا ہے تو کسی گواہ کی طرف سے تصدیق کی ضرورت نہیں ہے، اور صرف اس کی بنیاد پر ہی اثباتِ جرم کو برقرار رکھا جاسکتا ہے۔ (59-ای)

نارائن سنگھ بنام ریاست ہریانہ، اے آئی آر (2004) ایس سی 1616؛ بابولال اور دیگر بنام ریاست مہاراشٹر، (2003) 12 ایس سی سی 490؛ روی اور دیگر بنام ریاست تامل ناڈو۔ (2004) 10 ایس سی سی 776 اور متھوکی اور دیگر بنام ریاست، (2005) 9 ایس سی سی 113، پر انحصار کیا۔

3۔ موجودہ معاملے میں ایگزیکٹو مجسٹریٹ، ڈاکٹر اور دیگر گواہوں کا ثبوت غیر واضح ہے کہ متوفی ہوش میں تھا اور سوالات کے جوابات دینے کے قابل تھی۔ اگر ملزم کے علاوہ کسی اور شخص نے متوفی پر مٹی کا تیل ڈال کر اسے جلادیا، تو اس کی کوئی وجہ نہیں تھی کہ متوفی کو اصل مجرموں کے بجائے ملزم کو پھنسانے کے بارے میں سوچنا چاہیے تھا۔ اس لیے متوفی کے مرنے والے بیان پر یقین نہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ اس لیے درج ذیل عدالتوں کے فیصلے کو برقرار رکھا جاتا ہے۔ (59-ایف، جی)

فوجداری عرضی کا عدالتی فیصلہ: 2004 کی فوجداری اپیل نمبر 1531۔

بمبئی میں عدالت عالیہ بینچ اورنگ آباد کے دائرہ اختیار کے حتمی فیصلے اور حکم سے، فوجداری ایل
نمبر 255، سال 1998

اپیل کنندہ کے لیے بھاسکروائی کلکرنی۔

مدعا علیہ کے لیے وی این راگھوپتی (رویندر کیشو راؤ ایڈسور کے لیے)۔

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

مارکنڈی کاٹجو، جسٹس یہ اپیل بمبئی عدالت عالیہ (اورنگ آباد بینچ) کے متنازعہ فیصلے کے خلاف
دائر کی گئی ہے۔ اس فیصلے کے ذریعے عدالت عالیہ نے دوسرے ایڈیشنل سیشن جج، جلاؤں کی طرف سے
اپیل کنندہ کی اثباتِ جرم کو اپنے مورخہ 24.8.1998 کے فیصلے کے ذریعے برقرار رکھا ہے، جس میں
اپیل کنندہ کو دفعہ 302 مجموعہ تعزرات ہند کے تحت جرم کا مجرم پایا گیا ہے اور اسے عمر قید اور 1,000
روپے جرمانے کی اثباتِ جرم سنائی گئی ہے۔

ہم نے فریقین کے وکیل کو سنا ہے اور ریکارڈ کا جائزہ لیا ہے۔

اپیل کنندہ اور متوفی شوبھابائی اس واقعے سے تقریباً ڈیڑھ سال قبل ایک دوسرے سے شادی شدہ
تھے جو 21.8.1997 کو صبح تقریباً 3 بجے پیش آیا تھا۔ استغاثہ کے مطابق متوفی شوبھائی کو اپیل کنندہ کی
طرف سے ہراساں کیا جا رہا تھا اور اس کے ساتھ ظالمانہ سلوک کیا جا رہا تھا کیونکہ شادی کے بعد متوفی
شوبھائی کے والدین کی طرف سے 'مل' کے ذریعے تحفہ ادا نہیں کیا جا رہا تھا یا نہیں دیا جا رہا تھا، جو کہ ان کی

برادری میں ایک رواج ہے، اور اس لحاظ سے واقعہ سے قبل اپیل کنندہ کی طرف سے 10,000 روپے کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ یہ الزام لگایا گیا ہے کہ اپیل کنندہ متوفی شو بھائی کو اس کے والدین کے گھر لے گیا تھا اور اسے وہاں ایک تفہیم کے ساتھ چھوڑ گیا تھا جب تک کہ وہ 'مل' کے ذریعے 10,000 روپے نہیں لاتی، وہ اپنے ازدواجی گھر واپس نہیں آئے گی۔ تاہم، والدین اور بھائی کے ساتھ ساتھ اپیل کنندہ کے ساتھ شو بھائی کی شادی کے ثالث نے بھی کسی نہ کسی طرح اسے قائل کیا اور اسے اپیل کنندہ کے گھر واپس لے آئے۔ متوفی شو بھائی کے بھائی اور ثالث نے بھی ملزم شخص کو راضی کیا کہ وہ شو بھائی کو پریشان نہ کریں اور ان کے مطالبات مختصر مدت میں پورے ہو جائیں گے۔ تاہم، اس کے بعد 2 سے 3 دن کے عرصے کے اندر، زیر بحث واقعہ رات کو صبح 3 بجے 21.8.1997 پر پیش آیا۔

استغاثہ کے مطابق، اس رات، سونے سے پہلے، اپیل کنندہ کی ماں نے برتن نہ دھونے اور صفائی نہ کرنے کی وجہ سے متوفی شو بھائی کے ساتھ بدسلوکی کی تھی اور متوفی کی طرف سے متوفی شو بھائی کی بہن کے چاندی کے زیورات چوری ہونے کے شبہ میں بھی۔ یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ صبح 3 بجے جب متوفی شو بھائی اٹھے تو اپیل کنندہ نے اس کے ساتھ جھگڑا کیا اور جب متوفی ایک پلیٹ فارم پر گھر سے باہر آیا تو اپیل کنندہ نے اس پر مٹی کا تیل ڈالا اور اسے آگ لگا دی۔ گاؤں والے جمع ہوئے اور آگ بجھائی۔ اس کے بعد اسے دیہی ہسپتال، بھادگاؤں لے جایا گیا جہاں اس کے مرنے کے بیانات ابتدائی طور پر ایگزیکٹو مجسٹریٹ نے ڈاکٹر دامودر کی موجودگی میں ریکارڈ کیے جنہوں نے اس کی توثیق کی، اور بعد میں پولیس ہیڈ کانسٹیبل پی ڈبلیو 6 یا نو شکا تادوی نے پی ڈبلیو 8 لتا پائل اور ڈاکٹر (جس نے اس کی توثیق کی) کی موجودگی میں، جس میں شو بھائی نے عرضی کنندہ کو مجرم قرار دیا۔ اس کے بعد اسے دیہی ہسپتال، بھادگاؤں سے سول ہسپتال، جلاگاؤں منتقل کر دیا گیا جہاں اس نے اپنی ماں ریشما بائی پی ڈبلیو 2، اس کے بھائی سریش پی ڈبلیو 3 اور اس کے چچیرا تاتریہ پی ڈبلیو 4 کے سامنے موت کے نسبت بیان بھی دیا، جس میں اس نے اپیل کنندہ کو بھی پھنسایا۔ وہ صبح 9:30 بجے 22.8.1997 پر جلنے کے زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے دم توڑ گئی۔

ملزم شخص کے جرم کو ثابت کرنے کے لیے استغاثہ نے گیارہ گواہوں، پی ڈبلیو 2 ریشمبائی، متوفی کی ماں، پی ڈبلیو 3 سریش، متوفی کا بھائی، پی ڈبلیو 4 دتاتریہ، متوفی کا ماموں زاد چچیرا، پی ڈبلیو 5 گووند پردیشی، بھڈگاؤں میں ایگزیکٹو مجسٹریٹ، پی ڈبلیو 6 یانوشکا، پی ایس بھڈگاؤں میں ہیڈ کانسٹیبل، ڈاکٹر دامودر پی ڈبلیو 7، لتا بائی پی ڈبلیو 8، ادھیکر شامراؤ پائل پی ڈبلیو 10، متوفی شوبھائی کی اپیل کنندہ کے ساتھ شادی کے بندوبست میں ثالث اور دکرانگلے پی ڈبلیو 11، کو بطور گواہاں پیش کیا۔

پی ڈبلیو 1 جائے وقوعہ پر جرم اور مذکورہ جگہ سے برآمدات کا گواہ ہے، جبکہ پی ڈبلیو 3 سے 8 تک کی جانچ استغاثہ نے ایگزیکٹو مجسٹریٹ کے ذریعے ای ایکس ٹی۔32 پر اور پولیس ہیڈ کانسٹیبل کے ذریعے ای ایکس ٹی۔35 پر درج کیے گئے موت کے بیانات کو ثابت کرنے کے لیے کی تھی۔ پی ڈبلیو 11 مسٹر انگیل پی ایس آئی ہیں، جنہوں نے جرم کی تحقیقات کی ہے۔ پی ڈبلیو 9 ملزم اور اس کی ماں کے ہاتھوں متوفی کے ساتھ ہونے والے بدسلوکی کے معاملے میں گواہ تھا، لیکن اس نے استغاثہ کی حمایت نہیں کی اور استغاثہ نے اسے معاندانہ قرار دیا۔

ملزم نے دو دفاعی گواہوں، یعنی ڈی ڈبلیو 1 شیواجی پائل اور ڈی ڈبلیو 2 پاشنکر پائل سے بطور گواہ پیش کیا، تاکہ یہ حقیقت ثابت کی جاسکے کہ اپیل کنندہ متوفی کو آگ لگانے کا ذمہ دار نہیں تھا اور متوفی کو حادثاتی طور پر آگ لگ گئی تھی، اور یہ کہ متعلقہ وقت پر ملزم کھلیاں پر سو رہا تھا۔

ریکارڈ پر موجود شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ واقعہ ملزم اپیل کنندہ کے گھر میں پیش آیا۔ متوفی شوبھائی کو ابتدائی طور پر دیہی اسپتال، بھادگاؤں میں داخل کیا گیا جہاں پولیس کے ساتھ ساتھ ایگزیکٹو مجسٹریٹ نے بھی موت کا اعلامیہ درج کیا۔ اس کے بعد متوفی کو سول ہسپتال جلاگاؤں منتقل کر دیا گیا اور متوفی نے کئی

دیگر افراد کے سامنے اپنے مرنے کے بیان کو دہرایا۔ اس طرح متوفی نے پی ڈبلیو 2 ریشم بائی، متوفی کی ماں، پی ڈبلیو 3 سریش، متوفی کے بھائی، پی ڈبلیو 4 دتاتریہ، متوفی کے کزن بھائی، پی ڈبلیو 5 گووند پردیشی، ایگزیکٹو مجسٹریٹ، پی ڈبلیو 6 یانو شکا تادوی، بھڈگاؤں پولیس اسٹیشن میں ہیڈ کانسٹیبل، پی ڈبلیو 7 ڈاکٹر دامودر سوناوانے، جو دیہی اسپتال بھڈگاؤں سے منسلک تھے اور پی ڈبلیو 8 لتا بائی پائل، جو تعلقہ خواتین و بچیلنس کمیٹی، بھڈگاؤں کی صدر تھیں، کے سامنے اپنا موت کا بیان دیا ہے۔

متوفی شو بھابائی نے موت کے وقت تمام بیانات میں کہا ہے کہ یہ اپیل کنندہ ہی تھا جس نے اس پر مٹی کا تیل ڈالا اور اسے آگ لگا دی اور یہ تمام مرنے والے بیانات ایک دوسرے سے مطابقت رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر دامودر کے مطابق، جس نے متوفی کا معائنہ کیا تھا، وہ 88 فیصد جل چکی تھی جو گہری تھی۔ تاہم، ڈاکٹر دامودر نے کہا ہے کہ شو بھابائی قابل سماعت آواز میں بات کر رہی تھیں اور یہ کہنا درست نہیں تھا کہ وہ بولنے کی حالت میں نہیں تھیں۔ تمام گواہوں نے بتایا ہے کہ متوفی موت کے وقت تندرست ذہنی حالت میں تھا۔ ڈاکٹر دامودر نے کہا ہے کہ شو بھابائی نے ڈاکٹر دامودر کی موجودگی میں ایگزیکٹو مجسٹریٹ کے سامنے اپنی موت کا اعلامیہ دیا اور انہوں نے اسی شام 321 پر دستخط کیے ہیں۔ جو بیان کیا گیا وہ ایگزیکٹو مجسٹریٹ نے ریکارڈ کیا۔

شو بھابائی نے مرنے والے اس بیان میں کہا ہے کہ اس کے اور اس کی ساس کے درمیان برتنوں کی صفائی اور دھونے کے بارے میں جھگڑا ہوا تھا اور متوفی کے ذریعے چاندی کے زیورات کی چوری کا شبہ تھا۔ اس کے بعد اس کی ساس نے اپیل کنندہ سے بات کی، جو گھر آیا اور اس کی بیوی شو بھابائی پر مٹی کا تیل ڈالا اور اسے آگ لگا دی۔ متوفی کا بیان شو بھابائی کے بیان کے مطابق ہیڈ کانسٹیبل پی ڈبلیو 6 یانو شکا نے ریکارڈ کیا تھا، جس کے بیان پر انگوٹھے کا نشان لیا گیا تھا اور اس پر پی ڈبلیو 6 کے دستخط تھے اور میڈیکل آفیسر کے ساتھ ساتھ لتا بائی پائل کی توثیق بھی حاصل کی گئی تھی۔

ہمیں مرنے والے اعلانات کی صداقت پر شک کرنے کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی ہے خاص طور پر چونکہ ان سب کے درمیان مستقل مزاجی ہے۔ ہمیں کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ ایگزیکٹو مجسٹریٹ گووند یا ڈاکٹر دامودر یا دیگر گواہوں کو موت کے بیان کے بارے میں غلط بیان کیوں دینا چاہیے۔ ملزم اور ان افراد کے درمیان دشمنی کا کوئی الزام نہیں ہے۔

جیسا کہ عدالت عظمیٰ نے پیرا گراف 7 کے ذریعے نارائن سنگھ بنام ریاست ہریانہ، اے آئی آر (2004) ایس سی 1616 میں مشاہدہ کیا:

"....." اپنی موت کے دہانے پر کسی شخص کی طرف سے کیے گئے مرنے والے اعلان کا ایک خاص تقدس ہوتا ہے کیونکہ اس مقدس لمحے میں کسی شخص کے کوئی جھوٹا بیان دینے کا امکان نہیں ہوتا ہے۔ آنے والی موت کا سایہ خود متوفی کے بیان کی سچائی کی ضمانت ہے جو اس کی موت کا باعث بننے والے حالات کے بارے میں ہے۔ لیکن ایک ہی وقت میں کسی بھی دوسرے ثبوت کی طرح مرنے والے اعلامیے کو قابل قبول ہونے کے لیے ساکھ کے ٹچ اسٹون پر آزمانا پڑتا ہے۔ یہ اس سے بھی زائد ہے، کیونکہ ملزم کو جرح کے ذریعے بیان کی صداقت پر سوال کرنے کا موقع نہیں ملتا ہے۔ اگر قابل اعتماد پایا جاتا ہے تو موت کا اعلان اثباتِ جرم کی بنیاد بن سکتا ہے۔"

بابولال اور دیگران بنام وی۔ اسٹیٹ آف ایم پی، (2003) 12 ایس سی سی 490 عدالت عظمیٰ نے مذکورہ فیصلے کے پیرا گراف 7 میں مشاہدہ کیا:

"....." ایک شخص جو قریب ترین موت کا سامنا کر رہا ہے، یہاں تک کہ اس دنیا میں جاری رہنے کا سایہ بھی عملی طور پر غیر موجود ہے، جھوٹ کا ہر مقصد ختم ہو جاتا ہے۔ ذہن صرف سچ بولنے کے لیے انتہائی طاقتور اخلاقی وجوہات سے تبدیل ہو جاتا ہے۔ مرنے والے شخص کے الفاظ کے ساتھ بڑی سنجیدگی اور

تقدس جڑا ہوتا ہے کیونکہ موت کے دہانے پر موجود شخص کے جھوٹ بولنے یا مقدمہ بنانے کا امکان نہیں ہوتا ہے تاکہ کسی بے گناہ شخص کو پھنسا یا جاسکے۔ کہاوت یہ ہے کہ "ایک آدمی اپنے خالق سے اس کے منہ میں جھوٹ کے ساتھ نہیں ملے گا" (نیومور یٹورس پریسومیٹور مینیئر)۔ میتھیو آرنلڈ نے کہا، "سچائی مرنے والے آدمی کے ہونٹوں پر بیٹھتی ہے۔" جس عمومی اصول پر شواہد کی انواع کا اعتراف کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ وہ انتہائی حد تک کیے گئے اعلانات ہیں، جب فریق موت کے مقام پر ہوتا ہے، اور جب اس دنیا کی ہر امید ختم ہو جاتی ہے، جب جھوٹ کا ہر مقصد خاموش ہو جاتا ہے اور دماغ کو سچ بولنے کے لیے انتہائی طاقتور غور سے آمادہ کیا جاتا ہے۔ صورتحال اتنی سنگین ہوتی ہے کہ قانون اسے اس کے برابر ذمہ داری پیدا کرنے کے مترادف سمجھتا ہے جو عدالت انصاف میں دی جانے والی مثبت قسم کے ذریعے عائد کی جاتی ہے۔

روی اور دیگر بنام۔ ریاست ٹی این۔ (2004) 10 ایس سی سی 776 عدالت عظمیٰ نے مشاہدہ کیا کہ "اگر موت کے اعلامیے کی سچائی پر شک نہیں کیا جاسکتا، تو صرف وہی ملزم کی اثباتِ جرم کی بنیاد بن سکتا ہے اور اس کے لیے قانون میں کسی بھی طرح کی تصدیق کی ضرورت نہیں ہے۔"

مٹھوٹی اور دیگر بنام ریاست، (2005) 9 ایس سی سی 113، پیرا گراف 15 کے ذریعے عدالت عظمیٰ نے مندرجہ ذیل مشاہدہ کیا:

"اگرچہ موت کا اعلان بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہے، لیکن یہ بات قابل ذکر ہے کہ ملزم کے پاس جرح کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ اس طرح کی طاقت سچائی کو حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کیونکہ قسم کی ذمہ داری ہو سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عدالت اس بات پر بھی اصرار کرتی ہے کہ موت کا اعلامیہ اس نوعیت کا ہونا چاہیے جس سے عدالت کو اس کی درستگی پر مکمل اعتماد پیدا ہو۔ عدالت کو محتاط رہنا ہوگا کہ متوفی کا بیان یاد دہانی، یا اشتعال انگیزی یا تخیل کی پیداوار کا نتیجہ نہیں تھا۔ عدالت کو مزید مطمئن ہونا چاہیے کہ حملہ آور کا

مشاہدہ کرنے اور اس کی شناخت کرنے کے واضح موقع کے بعد متوفی ذہنی حالت میں تھا۔ ایک بار جب عدالت مطمئن ہو جاتی ہے کہ اعلان درست اور رضا کارانہ تھا، تو بلاشبہ، وہ مزید تصدیق کے بغیر اپنی اثباتِ جرم کی بنیاد بنا سکتی ہے۔ یہ قانون کی ایک مطلق حکمرانی کے طور پر متعین نہیں کیا جاسکتا کہ موت کا اعلامیہ اثباتِ جرم کی واحد بنیاد نہیں بن سکتا جب تک کہ اس کی تصدیق نہ ہو۔ جس اصول کی تصدیق کی ضرورت ہوتی ہے وہ محض دانشمندی کا اصول ہے۔ اس عدالت نے کئی فیصلوں میں موت کے اعلامیے سے متعلق اصولوں کو متعین کیا ہے، جن کا خلاصہ اس طرح کیا جاسکتا ہے جیسا کہ پانی بین بنام ریاست گجرات، (1992) 2 ایس سی سی 474، صفحہ 81-480، پیرا 18-19 میں اشارہ کیا گیا ہے۔

(زور دیا گیا)

(i) نہ تو قانون کی حکمرانی ہے اور نہ ہی دانشمندی کی کہ تصدیق کے بغیر موت کے اعلامیے پر عمل نہیں کیا جاسکتا۔ (متو راجہ بمقابلہ اسٹیٹ آف ایم پی، (1976) 3 ایس سی سی 104 دیکھیں۔

(2) اگر عدالت مطمئن ہو کہ موت کا اعلامیہ درست اور رضا کارانہ ہے تو وہ بغیر تصدیق کے اس پر اثباتِ جرم کی بنیاد رکھ سکتی ہے (دیکھیں اسٹیٹ آف یو۔ پی۔ بنام رام ساگر یادو، (1985) 1 ایس سی سی-552 اور رام موٹی دیوی بمقابلہ ریاست بہار، (1983) 1 ایس سی سی 211)۔

(3) عدالت کو موت کے وقت کے اعلامیے کی احتیاط سے جانچ پڑتال کرنی ہوگی اور اس بات کو یقینی بنانا ہوگا کہ یہ اعلامیہ تعلیم، حوصلہ افزائی یا تخیل کا نتیجہ نہیں ہے۔ متوفی کو حملہ آوروں کا مشاہدہ کرنے اور ان کی شناخت کرنے کا موقع ملا اور وہ اعلان کرنے کے لیے موزوں حالت میں تھا۔ (دیکھیں کے رام چندر ریڈی بمقابلہ سرکاری وکیل، (1976) 3 ایس سی سی 618)۔

(4) جہاں موت کا اعلامیہ مشکوک ہے، اس پر تصدیق شدہ ثبوت کے بغیر عمل نہیں کیا جانا

چاہیے۔ (رشید بیگ بمقابلہ اسٹیٹ آف ایم پی، (1974) 4 ایس سی سی 264) دیکھیں۔

(v) جہاں متوفی بے ہوش تھا اور کبھی بھی موت کا کوئی بیان نہیں دے سکتا تھا، اس کے حوالے سے ثبوت کو مسترد کیا جانا چاہیے۔ (دیکھیں کا کے سنگھ بمقابلہ اسٹیٹ آف ایم پی، (1981) سپ۔ ایس سی سی 25)۔

(vi) ایک موت کا اعلامیہ جو کمزوری کا شکار ہے، اثباتِ جرم کی بنیاد نہیں بن سکتا۔ (رام منور اتھ بمقابلہ اسٹیٹ آف یو پی، (1981) 2 ایس سی سی 654 دیکھیں۔

(vii) صرف اس وجہ سے کہ مرنے والے اعلامیے میں واقعے کی تفصیلات نہیں ہوتی ہیں، اسے مسترد نہیں کیا جانا چاہیے۔ (ریاست مہاراشٹر بمقابلہ کرشن مورتی لکشمپتی نائیڈو (1980) دیکھیں۔ ایس سی سی 455)۔

(viii) یکساں طور پر، صرف اس وجہ سے کہ یہ ایک مختصر بیان ہے، اسے رد نہیں کیا جانا چاہیے۔ اس کے برعکس، بیان کی مختصر تاخود سچائی کی ضمانت دیتی ہے۔ (سورج دیوا وجہا بمقابلہ ریاست بہار، (1980) دیکھیں سپ۔ ایس سی سی 769)۔

(ix) عام طور پر عدالت اس بات کو پورا کرنے کے لیے کہ آیا متوفی صحت مند ذہنی حالت میں تھا، مرنے کے وقت کے اعلامیے میں طبی رائے کی جانچ پڑتال کرے۔ لیکن جہاں عینی شاہد نے کہا کہ متوفی مرنے کا اعلان کرنے کے لیے تندرست اور ہوش میں تھا، طبی رائے غالب نہیں آسکتی۔ (نہاؤ رام بمقابلہ اسٹیٹ آف ایم پی، (1988) دیکھیں سپ۔ ایس سی سی

(x) جہاں استغاثہ کا بیان موت کے اعلا میے میں دیے گئے بیان سے مختلف ہے، مذکورہ اعلا میے پر عمل نہیں کیا جاسکتا۔ (دیکھیں اسٹیٹ آف یو۔ پی۔ بنام مدھن موہن، (1989) 3 ایس سی سی (390)

(xi) جہاں مرنے کے اعلا میے کی نوعیت میں ایک سے زائد بیانات ہیں، وہاں وقت کے لحاظ سے پہلے بیان کو ترجیح دی جانی چاہیے۔ یقیناً، اگر مرنے والے اعلا میے کی کثرت کو قابل اعتماد اور قابل اعتماد قرار دیا جاسکتا ہے، تو اسے قبول کرنا ہوگا۔ (موہن لال گنگا رام گہانی بمقابلہ ریاست مہاراشٹر، (1982) 1 ایس سی سی 700 دیکھیں۔"

اس عدالت کے مختلف فیصلوں کا جائزہ، جن میں سے کچھ کا اوپر حوالہ دیا گیا ہے، یہ ظاہر کرتا ہے کہ اگر موت کا اعلا میہ قابل اعتماد پایا جاتا ہے تو کسی گواہ کے ذریعے تصدیق کی ضرورت نہیں ہے، اور صرف اس کی بنیاد پر ہی اثباتِ جرم کو برقرار رکھا جاسکتا ہے۔

موجودہ معاملے میں ایگزیکٹو مجسٹریٹ، ڈاکٹر اور دیگر گواہوں کا ثبوت غیر واضح ہے کہ متوفی ہوش میں تھا اور سوالات کے جوابات دینے کے قابل تھا۔ اگر ملزم کے علاوہ کسی اور شخص نے متوفی پر مٹی کا تیل ڈال کر اسے جلادیا تھا، تو اس کی کوئی وجہ نہیں تھی کہ متوفی کو اصل مجرموں کے بجائے ملزم کو پھنسانے کے بارے میں سوچنا چاہیے تھا۔ اس لیے ہمیں متوفی کے مرنے والے بیان پر یقین نہ کرنے کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔ لہذا ہم نیچے دی گئی عدالتوں کے فیصلے کو برقرار رکھتے ہیں۔

مندرجہ بالا مشاہدات کے ساتھ یہ اپیل مسترد کر دی جاتی ہے۔

اپیل مسترد کر دی گئی۔

بی بی بی